سورۂ قدر

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

ماقبل سے ربط اس سورۃ شریفہ کا ماقبل سورت سے ربط اور مناسبت اس طرح ہے کہ ماقبل سورت کی ابتدا اقرأ سے ہوئی تھی کہ پڑھیے" یعنی آپ کو قرآن کریم جو پڑھایا جا رہا ہے اس کو پڑھا کیجئے۔ پھر دوسری دفعہ اسی کلمہ اقرأ کو بطور تاکید دوہرا کر قرآن کریم کو پڑھتے رہنے پر زور دیا گیا تھا۔ یہاں قرأت قرآن کا حکم دینے اور اس پر زور دیکر قرات قرآن کی تاکید کرنے کی گویا وجہ اور علت بیان فرمائی جا رہی ہے۔ سوال ہوتا تھا کہ قرآن کریم کے پڑھنے کا حکم اور اس پر تاکید کیوں فرمائی جا رہی ہے؟ تو اس سوال مقدر کا جواب ارشاد ہو رہا ہے :۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ یقیناً اس قرآن کریم کو ہم نے نازل کیا ہے" ہماری اتاری ہوئی کتاب بھی ایسی ہی عظیم الشان کتاب ہے جیسی عظمت شان ہماری ذات اور صفات کمالیہ کی ہے۔ اسلئے وہ اس

قابل ہے کہ ہمیشہ اس کی قراءت وتلاوت کا سلسلہ نماز میں اور خارج نماز جس قدر ممکن ہو جاری رکھا جائے۔ چونکہ اقرأ سے قراءت اور قرآن کا مفہوم سمجھ میں آچکا تھا اس لئے یہاں اَنۡزَلۡنٰہُ کہہ کر صرف ضمیر "ہ" کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ کردیا گیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے"

07-1

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ "ہم نے اس کو اتارا ہے شب قدر میں"

یعنی اس قرآن کریم کو (جس کی طرف سورۃ سابقہ کے کلمۂ اقرأ کے ضمن میں ایما ہو چکا ہے) شب قدر میں جو عموماً ماہ رمضان المبارک میں آتی ہے لوح محفوظ سے سماء دنیا (زمین سے قریب تر آسمان) پر اتارا" اور وہاں سے آپ پر قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ چنانچہ اس سے پہلے کی سورت شریفہ اقرأ باسم ربك الذی خلق کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ اس سورت شریفہ کی ابتدائی پانچ آیتیں مالم یعلم تک رمضان شریف ہی میں نازل ہوئیں۔ نیز سورۂ بقرہ میں یہ صراحت ہے: شھر رمضان الذی انزل

فیه القرآن ۔ رمضان شریف وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔

شب برات اور شب قدر

نیز سورۂ دخان کی ابتدائی آیات جو پچیسویں پارے میں گزر چکی ہیں: حٰمٓ ۝ والکتاب المبین ۝ انا انزلنه فی لیلة مبٰرکة انا کنا منذرین ۝ فیها یفرق کل امر حکیم ۝ ان میں بھی یہی ارشاد ہوا تھا کہ واضح کتاب کی قسم ہے یعنی یہ کتاب مبین ہی خود گواہ ہے کہ ہم نے اس کو برکتوں والی رات (شب قدر) میں اتارا ہے۔ ہم ہیں ڈر سنانے والے۔ اسی مبارک رات میں (ہر سال کے) تمام حکیمانہ فیصلے (لوح محفوظ سے) نقل کر کے (فرشتوں کے) حوالہ کئے جاتے ہیں" جو ہر کام کے لئے مقرر ہیں۔ رہی یہ بات کہ بعض روایات سے پایا جاتا ہے کہ مفسرین کرام نے وہاں لیلة مبارکة کی تفسیر شب برات سے فرمائی ہے جو ماہ شعبان المعظم کی پندرھویں شب ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان حکیمانہ اور اٹل فیصلوں کی منتقلی اور متعلقہ فرشتوں کو حوالگی کا اہتمام شب برات سے شروع ہوتا اور شب قدر میں ختم ہوتا ہے۔ لہذا یہ دونوں راتیں بابرکت ہیں اور بڑی فضیلتوں کی

حامل ہیں۔ واللہ اعلم۔

قدر کی تفسیر قدر کے کئی معنی ہیں جن کے پیش نظر اس مبارک رات کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ قدر کے معنی شرف، عزت اور فضیلت جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص یا چیز قابل قدر ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:۔ ما اعلم لیوم فضلا علی یوم ولا لیلۃ الا لیلۃ القدر فانہا خیر من الف شہر۔ (ابن ابی شیبہ) کسی دن کی فضیلت کسی دن یا رات پر (اسی طرح کسی رات کی فضیلت، کسی رات یا دن پر ہو) میرے علم میں نہیں ہے بجز لیلۃ القدر کے کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے" یہاں فضیلت سے حضرت حسن بصری کی مراد وہ فضیلت ہے جو قرآن کریم میں صاف و صریح طور پر بیان فرمائی گئی ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ اس متبرک رات میں چونکہ مومنین کے اعمال صالحہ، بارگاہ رب العزت میں پیش ہوتے اور وہاں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے اور ان کی قدر افزائی ہوتی ہے اس لئے اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ بہرحال قدر کے معنی شرف و عزت اور فضیلت کے ہوئے۔

قدر کی دوسری تفسیر نیز قدر کے معنی مقدار اور اندازے کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔ انا کل شیئ خلقنٰہ بقدر۔ وکل شیئ

عندہ بمقدار ۔ ہم نے ہر چیز کو ایک مقدار اور اندازے پر پیدا کیا ہے۔
اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے اور مقدار پر ہے "۔ چونکہ لیلۃ القدر
میں بھی سال بھر کے فیصلے اور قضا و قدر کے احکام لوح محفوظ سے منتقل کر کے
فرشتوں کے حوالے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ فیصلے اور احکام سال بھر کی
حد تک محدود اور ایک مقدار اور اندازے پر ہوتے ہیں اس لئے اس رات کو
لیلۃ القدر کہا گیا۔ تقدیر بھی اسی معنی میں ہے یعنی ہر چیز کا اندازہ۔

تیسری تفسیر | نیز قدر کے معنی عربی زبان میں تنگی کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ
ارشاد باری ہے :۔ اللّٰہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر۔ "اللہ
سبحانہ تعالیٰ جس کو چاہے اس کی روزی میں وسعت دے اور جس کو چاہے اس کا
رزق تنگ کر دے "۔ شب قدر میں بھی اللہ سبحانہ کے حکم سے فرشتے اس کثرت
سے نازل ہوتے ہیں کہ زمین پر تل دھرنے کی جگہ نہیں رہتی جیسا کہ آگے
اس کا بیان آ رہا ہے۔ اس لئے اس متبرک رات کو لیلۃ القدر کہا گیا۔
یعنی جس میں عرصۂ زمین فرشتوں کے لئے ان کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہو جاتا ہے

قرآن کریم عرش اعظم سے بیت العزۃ میں نازل ہوا | حضرت ابن عباسؓ آیہ کریمہ انا انزلناہ کی
تفسیر میں فرماتے ہیں :۔ انزل القرآن

فی لیلۃ القدر جملۃ واحدۃ من الذکر الذی عند رب العزۃ حتی وضع فی بیت العزۃ فی السماء الدنیا ثم جعل جبریل یتنزل علی محمد نحواء بجواب کلام العباد واعمالھم۔ (ابن الضریس' ابن جریر' ابن المنذر' ابن ابی حاتم' حاکم بروایت صحیحہ' ابن مردویہ' بیہقی) قرآن کریم لوح محفوظ سے جو رب العزۃ جل جلالہ کے پاس ہے شب قدر میں قریب تر آسمان پر اتار اگیا اور بیت العزۃ میں (جو آسمان اول پر ہے) رکھا گیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام اس کو تھوڑا تھوڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بندگان خدا کے استفسار پر یا ان کے روزمرہ واقعات' اعمال اور احوال کے لحاظ سے اتار لاتے رہے غار حرا سے تنزیل کا آغاز ہوا۔" بہرحال جس مبارک رات میں قرآن کریم جیسی باعظمت کتاب کا نزول شروع ہوا اس کی عظمت وشان کا کیا بیان ہوسکے خود رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ کا ارشاد ہو رہا ہے :۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ 97-2 97-3 97-4
مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ اور آپ نے کیا جانا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔"

یعنی قدر کی ایک رات' ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں یہ شب قدر نہ ہو

جیسا کہ حضرت قتادہ نے فرمایا: خیر من الف شہر لیس فیھا لیلۃ القدر
(عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن المنذر) شب قدر اُن ہزار مہینوں سے
سے بہتر ہے جو شب قدر سے خالی ہوں۔"

امتِ مرحومہ پر عنایتِ الٰہی اب یہ ہزار مہینے کونسے ہیں؟ اس کی نسبت احادیث
شریفہ میں ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں:۔ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رأی اعمال الناس قبلہ اوما شاء اللہ من ذلک فکانہ تقاصر
اعمار امتہ ان لا یبلغوا من العمل مثل ما بلغ غیرھم فی طول العمر
فاعطاہ اللہ لیلۃ القدر خیرا من الف شھر۔ (امام مالک، بیہقی) حضور انور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امم سابقہ کے اعمال صالحہ دکھائے گئے جن کا مشاہدہ
رب العزت کو منظور تھا۔ اس سے حضورؐ نے یہ اندازہ فرمایا کہ اگلی امتوں کی
عمریں دراز تھیں انھوں نے اپنی عمر کے اسّی سال یا اس سے زاید عبادت ہی
میں گزار دیے۔ اور حضورؐ کی امتِ مرحومہ کی عمریں عموماً بین الستین والسبعین
یعنی ساٹھ ستر سال کے درمیان بتائی گئی ہیں اس میں سے بھی نابالغی وغیرہ کا
زمانہ خارج کر دیا جائے تو باقی ہی کیا رہتا ہے؟ وہ کس طرح امم سابقہ کا مقابلہ
کر سکتی ہیں؟ اس پر اللہ سبحانہ نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہم آپ کو اور آپ کی

امتِ مرحومہ کو ایک رات ایسی دیا کریں گے کہ اگر وہ اس میں ہماری عبادت کریں تو یہ ایک ہی رات ہزار مہینوں کے برابر بلکہ اس سے کہیں بہتر ثابت ہوگی۔"

بنی اسرائیل کے ایک صالح کا حال

حضرت مجاہد فرماتے ہیں: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رجلا من بنی اسرائیل لبس السلاح فی سبیل اللہ الف شھر فعجب المسلمون من ذلک فانزل اللہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر التی لبس فیھا ذلک الرجل السلاح فی سبیل اللہ الف شھر۔ (ابن المنذر، ابن ابی حاتم، بیہقی) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو ہزار مہینوں تک راہِ خدا میں ہتھیار باندھ کر دشمنانِ دین سے جہاد کرتا رہا۔ یہ سنکر مسلمانوں کو بڑا تعجب ہوا۔ اس وقت اللہ سبحانہ نے یہ سورت شریفہ نازل فرمائی کہ ہم نے اس کتاب پاک کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے۔ تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ شبِ قدر کیا ہے؟ قدر کی ایک رات بنی اسرائیل کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں بنی اسرائیل کے یہ بزرگ عبادت کرتے رہے اور مسلح ہو کر ہزار مہینوں تک دشمنانِ دین سے لڑتے رہے۔" بعض روایات میں اتنا اضافہ ہے کہ رات کو مشغولِ عبادت رہتے اور دن کو روزہ رکھ کر بحالتِ صوم جہاد کیا کرتے تھے۔

انبیائے بنی اسرائیل کے احوال شریفہ

حضرت علی بن عروہ کہتے ہیں :۔ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما اربعة من بنی اسرائیل عبدوا اللہ ثمانین عاما لم یعصوہ طرفة عین فذکر ایوب و زکریا و حزقیل بن العجوز و یوشع بن نون فعجب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذلك فاتاہ جبریل فقال یا محمد عجبت امتك من عبادة هولاء النفر ثمانین سنة فقد انزل اللہ خیرا من ذلك فقرأ علیه انا انزلناہ فی لیلة القدر وما ادرىك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من الف شهر هذا افضل مما عجبت انت و امتك فسر بذلك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس معه ۔

(ابن ابی حاتم) ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار بزرگوں کا ذکر فرمایا جنھوں نے اسّی سال تک اللہ سبحانہ کی عبادت ایسی کی کہ اس طویل و عریض مدت میں پلک جھپکنے کے برابر بھی ان سے کوئی نافرمانی سرزد نہیں ہوئی ۔ وہ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع بن نون علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام تھے ۔ یہ سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کبار کو تعجب ہوا ۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام آپ کے پاس

حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی امت کو ان اصحاب کی اسّی سالہ عبادت پر تعجب ہو رہا ہے درحالیکہ آپ سب کیلئے ایک ایسی عظیم الشان چیز اتاری گئی ہے جو اس سے کہیں بہتر ہے۔ پھر انھوں نے سورۂ انا انزلناہ کی ابتدائی آیات خیر من الف شہر تک پڑھ سنائیں۔ اور فرمایا کہ اس ایک رات کی عبادت، ان عبادات ہشتاد سالہ سے کہیں بہتر ہے جن سے آپکو اور آپ کی امت کو تعجب اور حسرت ہے۔ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرور ہوئے اور جو لوگ اس وقت آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے ان کو بھی بڑی مسرت ہوئی۔"

الف شہر کی دوسری تفسیر دوسری تفسیر الف شہر کی اس طرح ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:- رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذلک فاوحی اللہ الیہ انما ھو ملک یصیبونہ ونزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ (خطیب) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں مشاہدہ فرمایا کہ بنی امیہ آپکے منبر شریف پر ہیں۔ یہ منظر آپکو ناگوار گزرا پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ یہ صرف بادشاہت ہے جس کو وہ حاصل

کریں گے۔ پھر حق سبحانہ نے آپ پر سورت إِنَّا أَنزَلْنَاهُ نازل فرمائی کہ ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں اتارا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے" یعنی یہ ہزار مہینے وہی ہیں جن میں بنی امیہ کی بادشاہت رہیگی خطیب بغدادی نے حضرت سعید بن المسیب تابعی سے بھی اسی مضمون کی ایک روایت نقل کی ہے۔ ان روایات میں "منابر" کا ذکر آنے سے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ سورۂ قدر مدنیہ ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ میں تھے آپ کا کوئی منبر نہ تھا۔ منبر شریف تو مدینہ منورہ میں تیار کرایا گیا اور ستن حنانہ کا واقعہ وہیں پیش آیا مگر جمہور مفسرین نے اس سورت شریفہ کو مکیہ قرار دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ جو واقعات آئندہ درپیش ہونے والے ہوں ان کی اطلاع پیشتر سے دی گئی ہو اور عموماً ایسا ہوا ہے کہ پیشین گوئی کے طور پر آنے والے واقعات سے آپ کو قبل از قبل آگاہ فرما دیا گیا۔ اور وہ پیش گوئیاں حرف بہ حرف پوری ہوئیں۔ ہم نے جمہور کا قول ہی اختیار کیا ہے چنانچہ اس سورت شریفہ کو مکیہ لکھا ہے۔ واللہ اعلم

سیدنا امام حسن کی خلع خلافت کا واقعہ قاسم بن الفضل سے مروی ہے کہ حضرت یوسف بن مازن رواسی نے فرمایا: — قام رجل الی الحسن بن علی

بعد ما بایع معاویۃ فقال سوّدت وجوہ المؤمنین۔ فقال لا تؤنّبنی رحمک اللہ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی بنی امیّۃ یخطبون علی منبرہ فساءہ ذلک فنزلت انا اعطیناک الکوثر یا محمد یعنی نہرا فی الجنّۃ ونزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر یملکھا بعدک بنوا امیّۃ یا محمد۔ قال القاسم فعددنا فاذا ھی الف شہر لا تزید یوما ولا تنقص یوما۔ (ترمذی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی) حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام نے جناب معاویہ سے بیعت فرمالی تو ایک شخص (اسی مجلس سے) اٹھ کر آپ پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے مجھ پر سرزنش نہ کر۔ کیونکہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خواب میں مشاہدہ فرمایا کہ بنی امیہ آپ کے منبر شریف پر خطبہ دے رہے ہیں۔ یہ منظر آپ کو برا معلوم ہوا۔ اس وقت سورۂ انّا اعطیناک الکوثر نازل ہوا کہ ہم نے آپ کو کوثر دیا ہے۔ جو جنت کی ایک نہر ہے نیز سورۂ انا انزلنا اترا اس میں بتایا گیا کہ ہم نے اس قرآن کریم کو شب قدر میں اتارا ہے آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

ان ہزار مہینوں سے جن میں اے نبی کریم ! بنی امیہ کی بادشاہت رہیگی۔ راوی حدیث قاسم بن الفضل کہتے ہیں کہ ہم نے ایام بنی امیہ کا شمار کیا تو اس کے آغاز سے انجام تک پورے ہزار مہینے ہوئے نہ ایک دن زیادہ اور نہ ایک دن کم۔"
بہرحال اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے بنی امیہ کی ہزار ماہہ سلطنت کے مقابلے میں جو صرف دنیوی شان و شوکت کی حامل تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوثر عطا فرمایا نیز لیلۃ القدر عطا فرمائی جو سعادات دارین کا خزینہ ہے اور اس ہزار ماہہ سلطنت سے کہیں بہتر ہے۔ اس کے علاوہ خلفائے بنی عباسؓ کو دو ہزار ماہہ خلافت بخشی جو اس سے دوچند عرصہ تک برقرار رہی اور اس کی شان و شوکت سلطنت بنی امیہ سے کہیں بڑھی ہوئی تھی۔

الف شہر کی تیسری تفسیر تیسرا قول یہ ہے کہ یہاں الف (ہزار) کا لفظ کثرت کے معنی میں ہے جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو ہزار سمجھایا۔ لاکھ منایا مگر اس نے نہ مانا۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ واقعی گن گن کر ہزار دفعہ یا لاکھ بار سمجھایا بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ میں نے اس کو بہتیرا سمجھایا منایا مگر اس نے نہ مانا۔ چنانچہ خود قرآن کریم میں یہود کے بارے میں دوسری جگہ ارشاد باری ہوا ہے:۔ یود احدھم لو یعمر الف سنۃ۔ ان میں کا ایک ایک

یہ چاہتا ہے کہ کاش اس کو ہزار سالہ عمر دی جاتی ۔" جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہزار سالہ عمر پانے کے بعد بھی مرنا نہیں چاہتا بلکہ اس کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ کبھی مرنے ہی نہ پائے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے۔ اس اعتبار سے آیہ کریمہ خیر من الف شھر کے معنی یہ ہوں گے کہ شب قدر پورے زمانے سے بہتر ہے " بہرحال مذکورہ تفاسیر میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح اور درست ہے ۔

لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ رہا یہ امر کہ لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ اس کے بارے میں روایات جو احادیث شریفہ میں آئی ہیں بکثرت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن رزین فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی پہلی رات ہے۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ وہ رمضان شریف کی سترھویں شب ہے۔ اسی کی صبح غزوہ بدر درپیش ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور زید بن ارقمؓ سے بھی ایک روایت اسی طرح مروی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ رمضان المبارک کی انیسویں شب ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ اکیسویں شب ہے۔ اس کی تائید صحیحین وغیرہما کی اس حدیث سے ہوتی ہے:۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:۔ انه علیه الصلاۃ والسلام

قال قد رایت ھذہ اللیلۃ ثم نسیتھا و قد رأیتنی اسجد من صبیحتھا فی ماء و طین۔ قال ابو سعید فمطرت السماء من تلک اللیلۃ فوکف المسجد فابصرت عینای رسول اللہ و فی جبھتہ و انفہ اثر الماء و الطین من صبیحۃ احدی و عشرین۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم نے ارشاد فرمایا کہ اس رات کو (خواب میں) میں نے دیکھا پھر اس کو بھلا دیا گیا میں نے یوں دیکھا کہ میں اس کی صبح پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔" ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد ہی جو رات آئی اس میں آسمان سے پانی برسا اور مسجد نبوی میں پانی ٹپکتا رہا تو میرا چشم دید شاہد ہے کہ حضور رسول مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جبین انور و بینی مبارک پر پانی اور کیچڑ کے آثار نمایاں تھے اور وہ صبح رمضان شریف کی اکیسویں تاریخ تھی۔" مسلم شریف کی روایت میں (جو وہ بھی حضرت ابو سعید خدریؓ سے ہے) یہ واقعہ تیئیسویں شب کا بتلایا گیا ہے۔" حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صحاح کی ان روایات کی بنا پر فرماتے ہیں کہ شب قدر اکیسویں یا تیئیسویں شب ہے۔ نیز حضرت عبد اللہ بن انیسؓ سے لیلۃ القدر کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ کونسی شب ہے؟ تو فرمایا:۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول التمسوها الليلة ۔ و تلك الليلة ليلة ثلاث وعشرين۔ (امام احمد مسلم وغیرہما) میں نے حضور اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اسکو آج رات تلاش کرو۔ وہ رات رمضان شریف کی تیئسویں شب تھی" حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة القدر ليلة اربع وعشرين۔ (امام احمد، ابو داؤد، ابن جریر وغیرہم) حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر چوبیسویں رات ہے" حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا:۔

كان عمر وحذيفة و ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يشكون انها ليلة سبع وعشرين (ابن ابی شیبہ) حضرت عمر و حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ذرا بھی شک نہ تھا کہ شب قدر (رمضان شریف کی) ستائیسویں رات ہے" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث مرفوع مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ انها آخر ليلة ۔ (امام احمد رضی اللہ عنہ) شب قدر (رمضان شریف کی) آخری شب ہے" مطلب یہ کہ اگر مہینہ انتیس دن کا ہو تو انتیسویں شب، اور اگر تیس دن کا ہو تو تیسویں شب، شب قدر

ہوگی۔ بہر حال یہاں تک ان احادیث شریفہ کا بیان ہوا جن میں متعین طور پر شب قدر کی نشان دہی فرمائی گئی ہے۔

روایات صدر میں تضاد نہیں

محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں باہم تضاد نہیں ہے۔ ان راتوں میں شب قدر عہد مبارک نبوی میں واقع ہوئی ہے۔ جس سال جس تاریخ میں شب قدر واقع ہوئی آپ نے اس سے آگاہ فرما دیا۔ آگے ان احادیث شریفہ کا بیان کیا جاتا ہے جن میں راتوں کا تعین نہیں فرمایا گیا لیکن مہینہ متعین ہے کہ وہ رمضان شریف ہی ہے۔ اور رمضان شریف کا بھی دوسرا عشرہ۔ اس میں بھی دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرے دہے کی طاق راتیں مثلاً گیارھویں، تیرھویں، یا پندرھویں شب اور دوسرا قول یہ کہ رمضان شریف کے دوسرے دہے کی جفت راتیں مثلاً بارھویں، چودھویں، یا سولھویں شب، اور اکثر روایات میں رمضان شریف کے آخری دہے کی طاق راتوں میں شب قدر کا ہونا بیان ہوا ہے چنانچہ حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من شھر رمضان۔ (امام احمدؒ، بخاری، مسلم، ترمذی) رمضان شریف کے

آخری دہے کی طاق راتوں میں شب قدر کی تلاش کرتے رہو" نیز ہمارے امام حضرت امام احمدؒ اور محدثین کرام کی ایک جماعت نے بھی اسی مضمون کی کئی مرفوع حدیثیں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے اور علامہ ابن جریر وغیرہ نے دو حدیثیں حضرت جابر بن سمرہؓ اور حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے اسی مضمون کی روایت کی ہیں بلکہ اکثر احادیث شریفہ جو درجۂ صحت کو پہنچتی ہیں اور صحاح ستہ میں موجود ہیں ان سے یہی پایا جاتا ہے کہ شب قدر، رمضان شریف کے آخری دہے کی طاق راتوں میں آتی ہے۔ پھر ان طاق راتوں میں سے شب قدر کا ستائیسویں شب میں آنا متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت صحیحہ یہ ہے :- ان زر حبیش سأل اُبَیَّ بن کعب عنها فحلف لا یستثنیٰ انها لیلة سبع وعشرین۔ فقال له بم تقول ذالک یا ابا المنذر فقال بالآیة والعلامة التی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انها تصبح من ذالک الیوم تطلع الشمس لیس لها شعاع۔ (امام احمدؒ مسلمؒ ابوداؤدؒ ترمذیؒ نسائیؒ ابن حبانؒ وغیرہم) زِرّ بن حبیش نے حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو علمائے صحابہ سے تھے) پوچھا کہ

شب قدر کونسی رات ہے؟ تو انھوں نے حلفیہ طور پر بلا استثناء فرمایا کہ یقیناً وہ (رمضان شریف کی) ستائیسویں رات ہے۔ اس پر زر بن حبیش نے کہا کہ اے ابوالمنذر! (یہ حضرت ابی بن کعبؓ کی کنیت ہے) آپ ایسا حلفیہ طور پر کس بنا پر فرماتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا اُس نشانی اور علامت کی بنا پر جو حضور لامع النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی کہ شب قدر ختم ہونے کے بعد جب صبح ہوتی ہے تو اس دن طلوع کے وقت آفتاب کی شعاعیں نہیں ہوتی ہیں۔ یعنی طلوع کے وقت ہمیشہ جو آفتاب کی کرنیں دکھائی دیتی ہیں۔ اس دن دکھائی نہیں دیتیں۔ بلکہ اس دن آفتاب کی کرنیں ہوتی ہی نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی بعض روایات آئی ہیں جن سے رمضان شریف کی ستائیسویں شب، شب قدر ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

خلافت فاروقی کا ایک واقعہ

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی ایک تقریر دلپذیر جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار خلافت میں ہوئی تھی اس کا ذکر فرماتے ہیں:۔ کان عمر رضی اللہ عنہ یدعونی مع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

و یقول لا تتکلم حتی یتکلموا۔ حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ وہ مجھے حضور محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کبار کے ساتھ بلاتے۔ اور فرماتے کہ تم کلام نہ کرو جب تک کہ یہ سب کلام نہ کریں۔" یعنی اصحاب کبار کی گفتگو ختم ہونے کے بعد آپ کلام کیا کریں۔ یہ اہتمام اس لئے تھا کہ حضرت ابن عباسؓ بالکل کم عمر تھے اور دوسرے صحابۂ کرام سن رسیدہ۔ حضرت عمرؓ کا دستور تھا کہ حضرت ابن عباسؓ کو اپنے نزدیک بٹھاتے اور صحابۂ کبار کی مجلس میں شریک رکھتے۔ ان حضرات کو خیال ہوتا کہ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں حالانکہ ہمارے بچے تک ان کے ہم عمر بلکہ ان سے بڑی عمروں کے ہیں؟ چنانچہ بعض موقعوں پر انھوں نے اپنے اس خیال کا حضرت عمرؓ پر اظہار بھی کیا۔ ان کی تشفی کے لئے حضرت عمرؓ نے یہ کیا کہ:۔ فدعاھم فسألھم فقال ارأیتم قول رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم فی لیلۃ القدر التمسوھا فی العشر الاواخر وترا ای لیلۃ ترونھا۔ چند سن رسیدہ صحابہ کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لیلۃ القدر کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ اس کو (رمضان شریف کے) آخری دہے کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔ اس ارشاد اقدس کے باب میں آپ

اصحاب کا کیا خیال ہے؟" فقال بعضھم لیلة احدی وعشرین وقال بعضھم لیلة ثلاث وقال بعضھم لیلة سبع فقالوا وانا ساکت فقال مالك لا تتکلم فقلت انك امرتنی ان لا اتکلم حتی یتکلموا فقال ما ارسلت الیك الا لتتکلم ۔ کسی نے کہا وہ اکیسویں رات ہے اور کسی نے کہا وہ تیئیسویں رات ہے اور بعضوں نے پچیسویں ستائیسویں شب بتلائی ۔ غرض سبھوں نے جواب دیا لیکن میں خاموش سنتا رہا ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا :۔ اجی تمھیں کیا ہوا کہ کچھ بولتے ہی نہیں ۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے قبل از قبل ہی مجھے حکم دے رکھا ہے کہ جب تک ان حضرات کی گفتگو ختم نہ ہو میں کچھ نہ کہوں ۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمائش کی کہ میں نے آپ کی گفتگو سننے کے لئے ہی آپ کو دعوت دی ہے ' اس پر میں نے حسبِ ذیل تقریر کی :۔

حضرت ابن عباس کی تقریر دلپذیر

انی سمعت اللہ یذکر السبع فذکر سبع سماوات ومن الارض مثلھن وخلق الانسان من سبع وخلق الانسان من سبع ونبت الارض سبع فقال عمر رضی اللہ عنہ ھذا اخبرتنی بما اعلم ارأیت ما لا اعلم

فذٰلک نبتت الارض سبع ۔ میں نے اللہ سبحانہ کے کلام (قرآن کریم) میں سنا ہے کہ سات کا عدد بار بار آرہا ہے ۔ چنانچہ سات آسمانوں اور انھیں کی طرح زمینوں کا ذکر بھی فرمایا ہے ۔ نیز انسان کو سات چیزوں سے (یا سات اطوار میں) پیدا کرنا بھی بیان فرمایا ہے ۔ اور زمین سے اُگنے والی چیزیں بھی سات ہیں ۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ۔ آپ نے مجھے باخبر کیا ان چیزوں سے جو مجھے بھی معلوم ہیں ۔ لیکن جو چیز میرے علم میں نہیں وہ یہ کہ نباتات جو زمین سے اُگتے ہیں وہ بھی سات ہیں اس کو میں نہیں جانتا ۔ کیا آپ اس سے بھی مجھے باخبر کریں گے ؟ قلت قال اللہ عزوجل شققنا الارض شقا فانبتنا فیھا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکھۃ وابا ...... فقال عمر رضی اللہ عنہ اعجزتم ان تقولوا کما قال ھذا الغلام الذی لم یجتمع شئون رأسہ واللہ انی لاری القول کما قلت وقد امرتک ان لا تتکلم معھم ۔ (محمد بن نصر، ابن جریر، حاکم بروایت صحیح، بیہقی) میں نے جواباً کہا ۔ خدائے عزوجل کا ارشاد ہے ۔ ہم نے زمین کو شق کیا اچھی طرح ۔ پھر اس میں اُگائے غلے، انگور، نے شکر، زیتون کھجور کے درخت اور گھنے باغات، میوے اور چارہ " یہ تقریر سن کر حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (صحابۂ کرام جو مجلس میں موجود تھے ان سے خطاب کرکے) فرمایا۔ کیا آپ صاحبین ایسی تقریر کرسکتے ہیں جیسی کہ اس لڑکے نے کی جس کی ریش وبروت کا بھی اس کے چہرے پر پتہ نہیں۔ (پھر میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا) خدا کی قسم! میرا قول بھی یہی ہے جیسا کہ تم نے کہا۔ واقعی میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ ان کی گفتگو ختم ہونے تک کلام نہ کریں"۔ حضرت ابن عباسؓ کی اس تقریر دلپذیر سے بھی یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہے۔

ایک نکتہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:۔ ان السورۃ ثلاثون کلمۃ وقولہ ھی سابعۃ والعشرون وایضاً لیلۃ القدر تسعۃ احرف وھو مذکور فی ھذہ السورۃ ثلاث مرات فتکون السابعۃ والعشرون (روح البیان) اس سورۃ شریفہ کے تیس کلمات ہیں۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ھی جو (ضمیر ہے اور جس کا مرجع لیلۃ القدر ہے) وہ ستائیسواں کلمہ ہے لہذا لیلۃ القدر ستائیسویں شب قرار پاتی ہے۔ نیز آپ سے مروی ہے کہ کلمۂ لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور یہ کلمہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔ اس اعتبار سے بھی لیلۃ القدر ستائیسویں شب ہوگی"۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان

بن ابی العاصؓ کا ایک غلام تھا۔ اس نے کہا: یا مولائی ان البحر یعذب ماؤہ لیلۃ من الشھر قال اذا کانت تلک اللیلۃ فاعلمنی فاذا ھی السابعۃ والعشرون من رمضان۔ (روح البیان) آقا! اس ماہ کی ایک رات میں سمندر کا تمام پانی شیریں ہوجاتا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا تو وہ رات جب آجائے تو مجھے معلوم کرانا۔ چنانچہ (جب وہ رات آئی تو اس نے اطلاع دی) چنانچہ وہ رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہی تھی۔" ہمارے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ستائیسویں شب کی روایات ہی کی بنا پر اس کو شب قدر قرار دیا ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت اسی طرح آئی ہے (مظہری)

شب قدر رمضان شریف کی آخری شب ہونے کی تائید

لیلۃ القدر رمضان شریف کی آخری شب ہونے کی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اسکی تائید اس حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ان اللہ تعالیٰ فی کل لیلۃ من شھر رمضان عند الافطار یعتق الف الف عتیق من النار کلھم استوجبوا العذاب فاذا کان آخر لیلۃ من شھر رمضان اعتق اللہ فی تلک اللیلۃ

بعد د من اعتق من اول الشھر الی آخرہ۔ (روح البیان) اللہ سبحانہ تعالیٰ رمضان شریف کی ہر رات میں افطار کے وقت ایسے دس لاکھ افراد کو دوزخ سے نجات دے کر آزاد فرما دیتا ہے جو عذاب کے مستوجب قرار پا چکے تھے۔ اور جب رمضان شریف کی آخری شب آتی ہے تو اس میں غرہ رمضان شریف سے اس آخری رات تک جتنے آزاد ہوئے تھے ان کی مجموعی تعداد کو دوزخ سے آزادی دی جاتی ہے۔" **فقیر** عرض کرتا ہے کہ اس حدیث شریف میں "عند الافطار" کی تصریح سے یہ مطلب یہی نکلتا ہے کہ لیلۃ القدر لیلۃ العید ہے۔ واللہ اعلم۔

شب برات ہی شب قدر ہے

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں:۔ انما لیلۃ النصف من شعبان۔ (روح المعانی) شب قدر، ماہ شعبان کی پندرھویں شب ہے۔" یعنی شب برات اور شب قدر ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔ مگر محدثین نے اس روایت کو شاذ اور غریب بتلایا ہے۔ کیونکہ راویان ثقاتؒ کی روایات صحیحہ سے جو ثابت ہے یہ اس کے خلاف اور انوکھی روایت پائی جاتی ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:۔ انھا تنتقل فی لیالی السنۃ فتکون فی کل سنۃ فی لیلۃ۔ (روح المعانی) شب قدر،

سال بھر کی راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور ہر سال ایک نئی رات میں آتی رہتی ہے۔" امام نووی لکھتے ہیں کہ یہی قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین کا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

شب قدر آخری دہے میں منتقل ہوتی رہتی ہے

مگر تفسیر مظہری میں ہے :۔ والصحیح انھا لیلۃ منتقلۃ فی العشر الاواخر من کل رمضان جمعا بین الاحادیث الصحاح واعراضا عما یخالفھا۔ اور صحیح یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری دہے میں منتقل ہوتی رہتی ہے اس توجیہ سے تمام احادیث صحاح میں تطبیق ہوتی اور دوسری روایات پر ان کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔ وکذا ذکر قاضی خان مذھب ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ (مظہری) امام قاضی خان نے بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب بیان کیا ہے۔" اس سے پایا جاتا ہے کہ لیلۃ منتقلۃ کے لفظ سے امام نووی رح کو سہو ہوا تھا تنتقل فی لیالی السنۃ یعنی لیلۃ القدر کے منتقل ہوتی رہنے کا مطلب انھوں نے سال بھر کی تمام راتوں میں منتقل ہونا خیال کیا حالانکہ حضرت امام اعظم رح کی مراد یہ تھی کہ رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ منتقل ہوتی رہتی ہے۔ واللہ اعلم

بہرحال ان تمام احادیث اور آثار کا منشأ یہ ہے کہ مسلمان رمضان شریف کے

عشرۂ اخیرہ میں یا اکی صرف ستائیسویں شب میں شب بیداری کرا ور عبادت و ذکر میں مشغول ہو کر اسی پر تکیہ نہ کرلیں بلکہ رمضان شریف کی راتوں میں خصوصاً اور سال بھر کی راتوں میں عموماً طاعات و عبادات اور ذکر و اذکار میں مشغول رہیں۔ جب ایسا ہوگا تو یقیناً شب قدر ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب قدر کا مشاہدہ کرانے کے باوجود اس کو بھلا دیا جانا اسی حکمت پر مبنی ہے۔ اور شرع شریف میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ مثلاً ساعت جمعہ جس کی نسبت احادیث صحیحہ میں ہے کہ اس دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو دعا کی جاتی ہے وہ مستجاب ہے۔ نیز صلاۃ وسطیٰ یعنی درمیانی نماز جس کی محافظت کا تاکیدی حکم آیا ہے وہ بھی پوشیدہ ہے۔ اسی طرح اللہ سبحانہ کا اسم اعظم جس کا واسطہ دے کر جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے وہ بھی پوشیدہ ہے۔ نیز یہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی طاعت میں اور ناراضی اس کی معصیت میں مخفی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن ہر طاعت میں حصہ لیا کرے اور ہر معصیت سے دور رہے۔ یا یہ بات کہ اولیاء اللہ اس کے صالحین بندوں میں چھپے ہوئے ہیں لہٰذا ہر عبد صالح سے دوستی رکھیں۔ ؎

خورش وہ بکنجشک و کبک و حمام ۔۔۔ کہ یک روز ت افتد ہمائے بدام

چو ہر گوشہ تیر نیاز افگنی امید است ناگہ کہ صیدے زنی

شب قدر کی تلاش کے طریقے

یہ طاعات و عبادات، اور لیلۃ القدر کی حقیقی دریافت کا یقینی اور اعلیٰ ترین پہلو ہے۔ اور اوسط تدبیر یہ ہے کہ سالم ماہ رمضان شریف یا اس کی مخصوص راتیں جن کی نشان دہی کی گئی طاعات و عبادات میں گزاری جائیں۔ اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو اس کا اہتمام کرے۔ اور یہی طریقہ جاری رکھے۔ اس میں بھی ادنیٰ صورت یہ ہے کہ اگر رات بھر عبادت نہ ہو سکے تو مغرب اور عشا کی نمازیں رمضان شریف میں باجماعت ادا کرتا رہے یا صرف نماز عشاء ہی باجماعت ضرور ادا کیا کرے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ من صلی المغرب والعشاء فی جماعۃ حتی ینقضی شہر رمضان فقد اصاب من لیلۃ القدر بحظ وافر (بیہقی) جو کوئی شخص مغرب اور عشا کی نمازیں پابندی کے ساتھ باجماعت ادا کرتا رہا تا آنکہ ماہ رمضان المبارک ختم ہو چکا تو اس نے شب قدر کا قابل لحاظ حصہ حاصل کر لیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید الانبیاء علیہم و علیہم التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:۔ من صلی العشاء الاخیرۃ فی جماعۃ

فی رمضان فقد ادرک لیلۃ القدر (ابن خزیمہ بیہقی) جس نے (پورے) ماہ رمضان المبارک میں عشا کی نماز باجماعت ادا کی اس نے لیلۃ القدر کو پا لیا"۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں :۔ من صلی العشاء کل لیلۃ فی شہر رمضان حتی ینسلخ فقد قامہ ۔ (بیہقی) جو کوئی شخص ماہ مبارک رمضان شریف میں عشا کی نماز ہر رات پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہا تا آنکہ ماہ مبارک ختم ہو چکا تو اس کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوگا جو قیام لیل کرتے رہے"۔ اور ظاہر ہے کہ قیام لیل کا سلسلہ اس طرح پورے مہینے میں قایم رہا تو اس میں شب قدر بھی احادیث صدر کے لحاظ سے آجائے گی۔ اگر کسی سے یہ بھی نہ ہو سکے اور اس نے کم از کم لیلۃ القدر ہی میں نماز عشا باجماعت ادا کرلی تو یہ بھی اس کے لئے بس ہے۔ چنانچہ حضرت سعید بن المسیب تابعی فرماتے ہیں :۔ من شہد العشاء لیلۃ القدر فی جماعۃ فقد اخذ بحظہ منہا۔ (امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ، بیہقی) جو کوئی شب قدر کی جماعت عشا میں شریک ہو گیا اس نے بھی لیلۃ القدر کی فضیلت سے اپنا حصہ وصول کر لیا"۔ یہ اس مسلمان کی خوش نصیبی ہے کہ شب قدر آگئی اور وہ صرف اسی رات جماعت عشا میں حاضر رہا تو وہ بھی اپنی حد تک بہرہ یاب رہا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اللھم اجعل لنا منہا حظاً وافراً آمین۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ 97-4
اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ع اُترتے ہیں فرشتے اور روح 97-5
اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر امان ہے وہ رات صبح نکلنے تک ''

تنزل الملئكة والروح کی تفسیر

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ فرشتے اور روح شب قدر میں اپنے رب کی اجازت سے نازل ہوتے رہتے ہیں'' یہاں شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا سبب بیان ہو رہا ہے۔ یعنی اس کا سبب یہ ہے کہ اس مبارک رات میں فرشتوں کا بکثرت نزول ہوتا رہتا ہے۔ اور روح کا۔ روح کی تفسیر میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے حضرت روح الامین جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں کہ ان کی سواری ملائکہ کرام کے جلو میں نہایت عالی شان اور تزک و احتشام کے ساتھ آتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اذا کان لیلۃ القدر نزل جبریل فی کبکبۃ من الملائکۃ یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ تعالی۔ فاذا کان یوم عیدھم باھی بھم الملائکۃ فقال یا ملائکتی ماجزاء اجیر

وفی عملہ قالوا ربنا جزاؤہ ان یوفی اجرہ قال یا ملائکتی عبیدی واماتی
قضوا فریضتی علیھم ثم خرجوا یعجون الی بالدعاء وعزتی وجلالی
وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنّھم فیقول ارجعوا فقد غفرت
لکم و بدّلت سیئاتکم حسنات فیرجعون مغفورا لھم ۔ (بیہقی) جب
شب قدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام بے شمار ملائکہ کے جلو میں نزول فرماتے
ہیں اور اللہ سبحانہ کے ہر ہر بندے پر جو کھڑا ہوا نماز ادا کر رہا ہو یا بیٹھا ہوا
اللہ پاک کی یاد میں لگا ہوا ہو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے جاتے ہیں ۔
پھر جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ ان بندوں کے ذریعہ
ملائکہ پر فخر و مباہات فرماتے ہیں ۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے :۔ اے
میرے فرشتو ! جس مزدور نے اپنا کام پورے طور پر انجام دیا ہو اس کی جزا
کیا ہونی چاہیئے ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں :۔ بارالٰہا ! اس کا اجر او صلہ بھی
پورا پورا مرحمت ہونا چاہیئے ۔ یہی اس کی جزا ہے ۔ ارشاد الٰہی ہوگا :۔
اے میرے ملائکہ ! میرے بندوں اور میری بندیوں نے میرا فریضہ جو اُن پر
عاید حال ہوا تھا اس کو علی وجہ الکمال انجام دیا پھر میرے پاس دعا مانگتے ہوئے
خوشی خوشی آئے ہیں ۔ (نماز عید ادا کر رہے ہیں) قسم ہے میری عزت و

جلال کی۔ اور قسم ہے میرے کرم اور علو مرتبت و رفعت شان کی ہیں ضرور بالضرور ان کی منہ مانگی مراد دوں گا۔ پھر ارشاد ہوگا۔ اچھا اپنے اپنے گھروں کو جاؤ۔ میں نے تمھارے تمام گناہ بخش دیے اور تمھاری جملہ برائیاں نیکیوں سے بدل دیں۔ اب وہ واپس ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں کہ ان کی مغفرت ہوچکی ہے۔"

دوسری تفسیر روح کی دوسری تفسیر اس طرح ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اپنے زمانۂ خلافت میں بیان فرمایا:۔ انا واللہ حرضت عمرؓ علی القیام فی شھر رمضان قیل وکیف ذلک یا امیرالمؤمنین قال اخبرتہ ان فی السماء السابعۃ حظیرۃ یقال لھا حظیرۃ القدس فیھا ملائکۃ یقال لھم الروح وفی لفظ الروحانیون فاذا کان لیلۃ القدر استأذنوا ربھم فی النزول الی الدنیا فیأذن لھم فلا یمرون علی مسجد یصلی فیہ ولا یستقبلون احدا فی طریق الادعوا لہ فاصابہ منھم برکۃ فقال لہ عمر یا ابا الحسن فحرض الناس علی الصلاۃ حتی تصیبھم البرکۃ فامر الناس بالقیام۔ (بیہقی) خدا کی قسم! میں نے ہی عمرؓ کو قیام رمضان (نماز تراویح قائم کرنے) کے لئے اُبھارا۔ لوگوں نے

دریافت کیا امیر المومنین! وہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو (حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) یہ حدیث سنائی کہ ساتویں آسمان پر ایک مقام خاص ہے جس کو "حظیرۃ القدس" کہتے ہیں جو ملائکہ کرام کا مسکن ہے ان کو "روح" کہتے ہیں اور ایک روایت میں ان کا لقب "روحانیین" ہے۔ جب شب قدر آتی ہے تو وہ اپنے پروردگار سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کو دنیا میں نازل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ ان کو اجازت عطا ہوتی ہے۔ روحانیین کے دنیا میں نزول کرنے کے بعد ان کا گزر جس کسی مسجد پر ہوتا ہے جس میں نماز پڑھی جارہی ہو یا راستہ میں ان کو جو کوئی شخص (مسجد کو) آتا ہوا (یا وہاں سے فارغ ہو کر گھر جاتا ہوا) ملتا ہے تو وہ اس کے لئے دعائے خیر و مغفرت کرتے جاتے ہیں۔ اس طرح ان روحانیین کی برکت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے یہ سن کر عمرؓ نے کہا یا ابا الحسنؑ جب ایسا ہے تو ہم سب لوگوں کو نماز تراویح (مسجد میں باجماعت) ادا کرنے کے لئے آمادہ کریں گے تاکہ ان کو یہ گوناگوں برکات حاصل ہوں۔ چنانچہ انھوں نے لوگوں کو قیام لیل (نماز تراویح باجماعت مسجدوں میں ادا کرنے) کا حکم جاری فرمایا۔" اس سے پایا جاتا ہے کہ "روح" سے

خاص روح الامین جبرئیل علیہ السلام ہی مراد نہیں بلکہ اللہ سبحانہ کی ایک اور بابرکت نورانی مخلوق ہے جو ملائکہ کرام میں روحانیین کہلاتے ہیں یا یہ کہ ملائکہ کرام بمنزلہ جسد ہیں اور روحانیین ان میں بمنزلہ روح ہیں۔ واللہ اعلم۔

من کل امر کی تفسیر مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۔ "ہر کام پر" اور سورہ دخان میں گزر چکا ہے :- فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ ۔ اس رات میں (سال بھر کے) تمام امور کے حکیمانہ فیصلے صادر ہوتے ہیں"۔ یعنی سال بھر میں جو جو امور چھوٹے بڑے درپیش ہونے والے ہیں ان کے حکیمانہ فیصلے (جو ازل ہی میں قضاوقدر سے صادر ہو چکے ہیں) متعلقہ فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں جلانا مارنا، صحت و مرض، آسائش و تکلیف، رزق کی فراخی و تنگی، ترقی و تنزل، فتح و شکست، خوشی و غمی، غرض جو جو چیزیں پیش آنے والی ہیں ان کے حکیمانہ فیصلے اسی ایک رات میں صادر ہوتے اور متعلقہ فرشتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اسی سے شب قدر کی اہمیت ظاہر ہے۔ اب جو کوئی شخص یا جماعت اور قوم اس رات طاعات و عبادات ذکر و اذکار، توبہ و استغفار میں مشغول ہو۔ امور مذکورہ میں سے جو امور خیر ہیں ان میں گوناگوں برکت

نصیب ہو گی۔ اور جو امور مناسب طبع نہ ہوں۔ مثلاً موت، مرض، تکلیف، تنگی وغیرہ۔ اس رات کی عبادت کی برکت سے اس طرح طے ہو جانے کی امید ہے کہ مومن صالح کو ان کی تکلیف و گزند کا احساس تک نہ ہونے پائے۔ کیونکہ ہر حال میں معونت الٰہی شامل حال رہے گی۔ اگر موت ہی مقدر ہے تو خاتمہ بالخیر ہوگا کہ اس کے بعد راحت ہی راحت ہے۔

من کل امر کی تلاوت کے دو طریقے

ارشاد باری تعالیٰ من کل امر پر معانقہ لکھا ہے۔ یعنی اس کو دو طرح پڑھ سکتے ہیں۔

ایک یہ کہ من کل امر پر وقف کیا جائے۔ اس اعتبار سے اس ارشاد الٰہی کی جو تفسیر ہو گی وہ اوپر گزر چکی۔ دوسرا طریقہ قرأت یہ ہے کہ من کل امر پر وقف نہ کیا جائے بلکہ اس کے بعد جو سَلٰمٌ آ رہا ہے سَلٰمٌ پر وقف کیا جائے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہر امر پر سلامتی ہی سلامتی اور امان ہی امان ہے۔" لہٰذا خلاف طبع امور جو در پیش ہونے والے ہیں اور اس کی جو توجیہ ہم نے کی ہے اس کی پوری پوری وضاحت ہو جاتی ہے کہ موت کا فیصلہ بھی سلامتی اور امان ہے۔ مرض کا فیصلہ بھی سلامتی اور امان ہے کہ اس سے گناہ دور ہوتے ہیں یا اگر کسی کے گناہ نہیں ہیں تو بیماری اس کی ترقی درجات کا

ذریعہ ہے۔ اسی طرح ہر تکلیف اور تنگی وغیرہ کا سلامتی اور امان ہونا سمجھ لیا جائے اس تقریر سے لیلۃ القدر کا ہزار مہینوں سے بہتر ہونا اور اس بہتری کا سبب کیا ہے اچھی طرح واضح ہو چکا ہوگا۔

سلام ھی کی تفسیر

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ سلامتی اور امان ہے وہ رات، صبح صادق طلوع ہونے تک۔" یہاں شب قدر کی علامت اور نشانی کا بیان فرمایا جا رہا ہے کہ اس متبرک رات جب غروب آفتاب کے بعد شروع ہوتی ہے تو اس وقت سے لے کر صبح صادق طلوع ہونے تک سلامتی ہی سلامتی اور امان ہی امان رہتا ہے۔ فرشتے آسمانوں سے اور روحانیین فلک ہفتم سے اتر کر ہر ہر مسلمان کو جو مشغول عبادت ہو یا ذکر الٰہی میں لگا ہوا ہو یا اس سلسلہ میں آتا جاتا ہو سلام کرتے اور دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اگرچہ عام طور پر مسلمان ان کو دیکھتے نہیں لیکن ان کے سلام اور دعا کے انوار و برکات چھپ نہیں سکتے۔ نیز اللہ سبحانہ کے خاص خاص بندے ان کو دیکھتے بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو یحییٰ ابن ابی مرہ فرماتے ہیں:۔ طفت لیلۃ السابع والعشرین من شهر رمضان فرأيت الملائكة تطوف بالهواء الى البيت۔ (بیہقی) ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات میں (کعبۃ اللہ شریف کا) طواف کر رہا تھا تو

ہیں نے ملائکہ کرام کو دو پہر تک بھی طواف کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔" ظاہر ہے کہ طواف کعبہ کرنے والے بحالت طواف دعائیں کرتے رہتے ہیں اور حکم بھی یہی ہے جب ملائکہ کرام طواف کر رہے تھے تو ضرور وہ بھی دعائیں کر رہے ہوں گے۔

شب قدر کی نشانیاں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کی نشانی یہ بیان فرمائی: ۔ لیلۃ سمحۃ طلقۃ لاحارۃ ولا باردۃ تصبح شمس صبیحتھا ضعیفۃ حمراء۔ (طیالسی، محمد بن نصر، بیہقی) "شب قدر اللہ سبحانہ کے حد درجہ کرم والی سہانی رات ہے نہ تو گرمی والی اور نہ سردی والی، اس کی صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو کمزور سرخ نکلتا ہے۔" یعنی اس میں حرارت نام کو نہیں رہتی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ــــ لیلۃ القدر لیلۃ بلجۃ سمحۃ تطلع شمسھا لیس لھا شعاع۔ (ابن ابی شیبہ) "شب قدر روشن اور نورانی رات ہے، بے انتہا کرم والی، اس کی صبح میں آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں (کرنیں) نہیں ہوتیں۔" اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ــ تحرّوھا لاحدی عشرۃ یبقین صبیحتھا یوم بدر لتسع یبقین ولسبع یبقین فان الشمس تطلع کل یوم بین

قرنی الشیطان الا صبیحة لیلة القدر، فانها تطلع لیس لها شعاع۔

(محمد بن نصر) لیلۃ القدر کی تلاش، رمضان شریف کی گیارہ راتیں باقی رہنے پر کیا کرو جس کی صبح میں غزوۂ بدر واقع ہوا تھا۔ یا نو راتیں باقی رہنے پر یا سات راتیں باقی رہنے پر۔ بہرحال شب قدر کی یہ چند علامات اور نشانیاں ہیں۔ جن میں سے کوئی علامت ذوق اور کیفیت قلبی سے تعلق رکھتی ہے تو دوسری نشانی کا ادراک آنکھوں سے کیا جاتا ہے کسی کا ذائقہ کے ذریعہ اور کسی کا قوت لامسہ سے۔ اس طرح ذوقی اور حسی طریقے سے بھی شب قدر کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور علامت اوپر گزر چکی ہے کہ اس رات بارش ہوئی تھی مسجد نبوی ٹپکنے لگی اور حضور پر نور نے پانی اور کیچڑ ہی میں سجدہ ادا فرمایا جبین مبارک پر سجدے کے آثار نمایاں تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شب قدر کی اور علامات

کہتے ہیں کہ شب قدر میں کائنات کی ہر چیز اللہ سبحانہ کے آگے اپنی شان کے لحاظ سے سجدہ کرتی ہے اور ان کا سجدہ دیکھنے والے دیکھتے بھی ہیں۔ نیز اس مقدس رات میں انوار نمایاں طور پر درخشاں رہتے ہیں۔ اور ملائکہ کرام اور روحانیین کا جو نزول بکثرت ہوتا ہے اس کا مشاہدہ بھی صاف صاف کیا جاتا ہے حتی کہ جو لوگ شب قدر میں مشغول عبادت

و ذکر رہتے ہیں فرشتے اور روحانیین ان کو سلام کرتے اور ان سے خطاب بھی کرتے ہیں۔ ان کے اس سلام و خطاب کو سننے والے سنتے بھی ہیں۔ یہ ضرور نہیں کہ ہر کس و ناکس بھی اس کو سنے اور اس کا مشاہدہ کرے۔ البتہ یہ سب کچھ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اس رات میں مشغول و موظف ہوں۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہی یہ سلسلہ جاری رہے۔ جیسا کہ حدیث شریف اوپر گزری یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ۔ فرشتے اور روحانیین ہر اس بندے کے لئے دعاء استغفار کرتے رہتے ہیں جو نماز میں کھڑا ہو یا بیٹھے ہوئے ذکر الٰہی میں مشغول ہو۔"

عشاء و فجر با جماعت کی فضیلت

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور خلق مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام نصف اللیل ومن صلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی اللیل کلہ (مسلم شریف) جس نے نماز عشاء باجماعت ادا کی گویا وہ آدھی رات تک شب بیدار رہا اور جس نے صبح کی نماز بھی باجماعت ادا کی تو وہ گویا تمام رات شب بیدار رہا۔" حق تعالی ہمیں اس باعظمت رات کی قدر و عظمت پہچاننے اور اس رات یاد الٰہی میں مصروف رہنے کی توفیق اور

اس رات کے برکات عظیم سے مالامال فرمائے۔ آمین

شب قدر کے دن کی فضیلت

حضرت عامر فرماتے ہیں:۔ یومہا کلیلتہا ولیلتہا کیومہا (ابن ابی شیبہ) شب قدر کا دن بھی اپنی رات کی طرح ہے اور اس کی رات بھی اس کے دن کے مانند ہے۔" یعنی شب قدر اور یوم قدر دونوں کی فضیلت ملتی جلتی ہے لہذا جس طرح طاعات و عبادات اور ذکر و اشغال میں قدر کی رات گزاری گئی اس کے دن کو بھی ایسی ہی طاعات و عبادات اور ذکر شغل میں گزارنا چاہئے۔ اور بدرجۂ تنزل یوں بھی مراد لی جاسکتی ہے کہ اگر کسی وجہ سے رات کو موقع نہ مل سکا تو کم از کم دن کو ہی نیک کاموں میں گزارا جائے تاکہ محرومی نہ رہے اور تلافی مافات ہوجائے۔ اور حضرت حسن بن حُر فرماتے ہیں:۔ بلغنی ان العمل فی یوم القدر کالعمل فی لیلتہا۔ (ابن ابی شیبہ) مجھے یہ حدیث شریف پہنچی ہے کہ روز قدر میں جو کام کیا جاتا ہے وہ اسی عمل کی طرح ہے جو شب قدر میں کیا جائے۔" یہ محض اللہ سبحانہ کا کرم ہے جو امتہ مرحومہ کے حال پر فرمایا جارہا ہے۔

لیلۃ القدر کی دُعا ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :۔ قلت یا رسول اللّٰہ ان وافقت لیلۃ القدر فما اقول قال قولی اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ (امام احمدؒ ترمذی برقایت صحیح، نسائی، ابن ماجہ محمد بن نصر بیہقی) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مجھے لیلۃ القدر مل جائے تو اُس وقت کیا دُعا کروں ؟ ارشاد فرمایا کہ یوں کہو :۔ اے اللہ ! یقیناً آپ معاف فرمانے والے ہیں اور معافی دینی ہی سے آپ کو محبت ہے لہٰذا میری خطاؤں سے درگزر فرمائیے " اس تعلیم و تلقین کے بعد ام المومنینؓ اکثر یہی فرماتی تھیں :۔ لو علمت ای لیلۃ القدر کان اکثر دعائی فیھا اسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ (ابن ابی شیبہ) اگر میں پہچان لیتی یعنی شب قدر کو تو میں عموماً یہی دعا کرتی رہتی کہ میں اللہ سبحانہ سے عفو و درگزر اور عافیت چاہتی ہوں " دوسری روایت آپ ہی سے یوں آئی ہے :۔

لو عرفت ای لیلۃ القدر ما سألت اللّٰہ الّا العافیۃ۔ (ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر بیہقی) اگر میں لیلۃ القدر کو پہچان لیتی کہ یہی لیلۃ القدر ہے تو اللہ سبحانہ سے صرف عافیت ہی کی خواستگار ہوتی " درحقیقت "عافیت" ایسا جامع کلمہ ہے جو دارین کی فلاح و نجات کا ضامن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان

اپنی دعاؤں میں اکثر یہی معروضہ پیش کرتے ہیں اس توقع پر کہ شاید یہی ساعت لیلۃ القدر یا روز قدر کی ہو۔ اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی اللھم انی اسئلك العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ۔ اے اللہ! یقیناً آپ درگزر فرمانے والے ہیں اور عفو و درگزر ہی سے آپ کو محبت ہے لہذا مجھے معافی مرحمت فرمائیے۔ اے اللہ! میں آپ سے عفو و درگزر اور عافیت دارین کی درخواست کرتا ہوں۔ آمین۔

سورہ قدر چوتھائی قرآن کے برابر ہے حضرت انس حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:۔ من قرأ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر عدلت بربع القرآن۔ (محمد بن نصر) جس نے سورہ قدر پڑھا (گویا اس نے قرآن کریم کا چوتھائی حصہ پڑھ لیا کیونکہ) یہ سورت شریفہ ربع قرآن کے برابر ہے۔"

سورہ قدر موجب حاجت برآری حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:۔ اذا اتی احد کم الحاجۃ فلیبکر فی طلبھا یوم الخمیس ولیقرأ اذا خرج من منزلہ آخر سورۃ آل عمران وانا انزلناہ فی لیلۃ القدر وام الکتاب فان فیھن قضا حوائج الدنیا

والآخرۃ۔ (زجاجی) جب کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اس کی طلب میں پنجشنبہ کو سویرے ہی نکلنا چاہیے۔ اور اپنے گھر سے نکلتے وقت سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں (آمن الرسول) اور سورۂ قدر اور سورۂ فاتحہ پڑھ لینا چاہیے کیونکہ ان میں دنیا اور آخرت کی تمام حاجتوں کی تکمیل کا سامان ہے۔"

لیلۃ القدر کے لئے حضور اکرمؐ کا اہتمام

حضرت شاہ ولایت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے یہ بھی فرمایا:- کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الشہر ایقظ اھلہ ورفع مئزرہ۔ (ابن ابی شیبہ) حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی عادت شریفہ تھی کہ جب ماہ مبارک رمضان آتا تو گھر والوں کو شب بیدار رکھتے اور عبادت الٰہی کیلئے کمر ہمت چست فرما لیتے۔" ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:- کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر اجتھادا لایجتھد فی غیرہ۔ (ابن ابی شیبہ) حضور رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رمضان شریف کے آخری) دہے میں طاعت و عبادت کا اتنا اہتمام بلیغ فرماتے تھے کہ دوسرے دنوں میں ایسا اہتمام نہ ہوتا تھا۔" ظاہر ہے کہ اس سے لیلۃ القدر کی تلاش مقصود تھی۔

ایک اہم سوال اور اس کا حل

آخر الامر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طلوع و غروب آفتاب کے اوقات دنیا بھر میں مختلف ہیں۔ ایک وقت میں کہیں رات ہے تو کہیں دن، کہیں صبح ہے تو کہیں شام اور کہیں دوپہر تو کہیں سہ پہر، پھر ظاہر ہے کہ آفتاب کے اوقات طلوع و غروب مختلف ہونے سے تاریخیں بھی ایک نہیں رہیں گی۔ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ ممالک عربیہ میں ہندوستان کے لحاظ سے ہر قمری مہینہ کی تاریخ ایک دو دن آگے رہتی ہے۔ اور یہاں کی تاریخیں ایک دو دن پیچھے۔ بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ ان دونوں ممالک کی تواریخ مل جائیں۔ بلکہ بعض مقامات ایسے بھی ہیں کہ وہاں مہینوں آفتاب کی صورت نظر نہیں آتی۔ رات ہی رات رہتی ہے۔ اس کے برخلاف بعض مقامات ایسے ہیں کہ وہاں مہینوں آفتاب غروب ہی نہیں ہوتا دن ہی دن رہتا ہے۔ لہذا لیلۃ القدر کی تعیین ایسے مقامات پر کس طرح کی جائے گی؟ جہاں دن ہی دن رہتا ہے کیا وہاں شب قدر آئیگی ہی نہیں اور جہاں چھ مہینے تک رات ہی رات رہے۔ وہاں چھ مہینے تک شب قدر ہی رہیگی؟ یہ سوال بظاہر بہت اہم معلوم ہوتا ہے لیکن فقہائے کرام اور علمائے اعلام شکر اللہ سعیہم وکثر امثالہم نے اس کا حل مختلف طریقوں سے بتلایا ہے سب سے آسان اور سب سے بہتر وہ جواب ہے جو حضور سید الکونین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث صحیحہ میں حدیث دجال کے سلسلہ میں مروی ہے کہ آپ نے ایک دن خروج دجال کا ذکر فرمایا۔ اور اس میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ اس کا ایک دن اللہ سبحانہ کی قدرت سے ایک سال کے برابر ہوگا۔ اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی ایام معمولی دنوں کے مطابق (چوبیس گھنٹوں کے) ہوں گے۔ یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ان دنوں میں پنجگانہ نمازیں کس طرح ادا کی جائیں (اور روزے کس طرح رکھے جائیں اسی طرح زکاۃ کب ادا کی جائے اور فریضہ حج کے ادائی کی کیا صورت ہوگی؟) اس تمام طول طویل سوال کا جواب ایک مختصر سے جملہ میں جو تمام صورتوں کا جامع ہے یوں ادا فرمایا۔ فاقدروا لہ۔ وقت کا ایک اندازہ قائم کرلو" اور اسی اندازے کے مطابق تمام ارکان اسلام ادا کرو۔ فی زماننا گھڑیالوں کی وجہ سے بڑی آسانی ہوگئی ہے۔ گھڑی دیکھ کر نمازہائے پنجگانہ کے اوقات روزمرہ کے تجربہ اور عمل کے مطابق نہایت سہولت سے متعین کرلئے جاسکتے ہیں۔ اور ہر ایک کا اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے اسی طرح مہینوں اور سال کی دریافت بآسانی ہوسکتی ہے۔ جس زمانے میں گھڑیالیں نہیں تھیں تو رات دن کے اوقات دریافت کرنے کے طریقے اس وقت بھی موجود تھے ان سے کام لیا جاسکتا ہے۔

شب قدر کی بابتہ اقوال کی وجہ | نیز اس حدیث شریف سے لیلۃ القدر کے باب میں جو مختلف احادیث اور اقوال ہیں جو قریب قریب چالیس اقوال مروی ہیں ان میں تطبیق دیجاسکتی اور ان میں بظاہر جو تضاد معلوم ہوتا ہے وہ بھی رفع ہوجاتا ہے۔ مثلاً لیلۃ القدر کا طاق راتوں میں ہونا بھی مروی ہے اور جفت راتوں میں بھی۔ بلاد عرب میں جہاں کی تواریخ میں بہ نسبت ہندوستان کے ایک دن کا عموماً فرق رہتا ہے ہندوستان میں کسی مہینہ کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو حجاز میں دوسری تاریخ رہتی ہے کیونکہ وہاں رویت ہلال ایک دن پیشتر ہی ہو جاتی ہے۔ اب فرض کیجیے کہ یہاں رمضان شریف کی طاق تاریخیں اکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں تواریخ ہیں تو وہاں جفت تاریخیں ہونگی اور اگر یہاں جفت تاریخیں ہیں تو وہاں طاق تواریخ رہینگی۔ اس اعتبار سے ہر حدیث شریف اپنی جگہ پر رہیگی اور ان میں کوئی تضاد باقی نہیں رہیگا۔ نیز اوپر ایک حدیث شریف گزر چکی ہے:۔ یومھا کلیلتھا ولیلتھا کیومھا۔ یعنی شب قدر کا دن اس کی رات کی طرح، اور اس کی رات، اس کے دن کی طرح ہوتی ہے" تو جن ممالک میں ایک وقت خاص پر رات ہے اور وہ رات شب قدر ہے۔ اور دوسرے ممالک میں اسی وقت پر دن ہے تو یہ دن بھی شب قدر کے حکم میں ہوگا۔ لہذا یہ کہنا درست ہوگا کہ شب قدر کا دن اس کی رات کی طرح اور اسکی رات اسکے دن کے مانند ہے وقس علی ہذا۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

الحمد للہ کہ سورۂ قدر کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ الطیبین الطاہرین وصحبہ الاکرمین اجمعین۔